رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ اندر قادیاں بینی
دو بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا۔ اطلاع سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں۔ ... صـ ۱
شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دوسری تحقیق ... صـ ۲
ملفوظات میں سے کچھ ... صـ ۳
آریہ سماج کے پنڈال سے ایک آواز یعنی ضرورت امام ... صـ ۴ ـ ۵
حضرت مسیح موعود ایک ہندو رسالہ میں ... صـ ۶ ـ ۷
امرتسری منکر ثناء اللہ کو دعوت ... صـ ۸ ـ ۹
موسمی بیماریاں اور زمینداران ڈسٹرکٹ بورڈ اور وصیت ... صـ ۱۰ ـ ۱۱
اشتہار ... صـ ۱۲

نمبر ۴۲ | قادیان ہو دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۴ ـ دسمبر ۱۹۰۶ء ـ یکرمک اللہ اکراماً عجیباً۔
ترجمہ ـ خدا عجیب طور پر تیری بزرگی ظاہر کرے گا۔
پھر مجھے ایک مُہر دی گئی جو میری ہے اُس میں لکھا ہے۔

الیس اللہ بکاف عبدہ

ترجمہ ـ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں۔
پھر الہام ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہ

ترجمہ ـ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں۔
پھر الہام ہوا ـ

مُبارکباد

اطلاع

اس وقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے ـ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے ـ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے ـ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو ـ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ غرضکہ سوائے لنگرخانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے ـ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کیساتھ شامل کر کے بھیجا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔ مگر اسبات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کیطرف سے کس کس مد کا ہے ـ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائیداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے

غرضکہ پوری تفصیل کیساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔

تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اُسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسید میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی کا نام درج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے ۔

المشتہر خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

نوٹ ـ اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کی بابت کئی قسم کا چندہ ہے ـ شرط اول مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ بحیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کیلئے دینا ہوگا ـ سو یہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے ـ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائیداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے ـ سو اسکو الگ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے ۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں ـ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور اُن کیلئے ممکن اور ضروری آسایش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر رہتی ہے

- - - - - - - - - - - - - -

اس وقت چند ضروری امور میں بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ـ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں اور اگر آنیوالے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کیجاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئینگے تاکہ اُن کے اترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے ـ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا ـ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکتے کہ رضائیاں اور بسترے بہم پہنچائیں ـ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے ـ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں کے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں ـ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی ـ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو ـ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے ـ (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات

موسمی بیماریاں اور زمینداران
ڈسٹرکٹ بورڈ

مستجب بالا عنوان سے ایک بیمار زمیندار نے بحوالہ اخبار زمیندار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ چونکہ یہ مضمون عام لوگوں کے فایدہ کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے اسے ہم ذیل میں بلا کم و کاست درج کیا جاتا ہے۔ خاکسار قادیان کی ضروریات کے متعلق گورداسپور کے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کو بیسیوں مرتبہ توجہ دلا چکا ہوں بعض دفعہ ہمارے معزز ممبر صدر ان بورڈ سے جب کبھی مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہے تو انھوں نے زبانی وعدہ بھی کیا اور الحکم کی تحریرات پر بھی توجہ کرنے کا عزم ظاہر کیا مگر وہی ہمیشہ پھر نخاست کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ابتک قادیان کی صفائی کے متعلق جو امور پیش کئے جاتے رہے ہیں ان پر توجہ ہوتی۔ قادیان سے بٹالہ تک کی سڑک کا معاملہ اسی طرح کھٹائی میں پڑا رہتا۔ اور مشکل تو یہ ہے کہ اگر ہمارے صاحب ضلع ایک مرتبہ قادیان تشریف لے آئیں تو وہ یہاں کی مقامی حالت سے آگاہ ہو جائیں اور مقامی ضروریات پر توجہ کر سکیں بہرحال بیمار زمیندار نے جو کچھ لکھا ہے میں اس سے پورا اتفاق رکھتا ہوں۔ ایڈیٹر

سال ۱۹۰۶ء میں چونکہ بارشیں بہ کثرت ہوئی ہیں اس واسطے ہر ایک ضلع میں عموماً اور دیہات لب دریا میں خصوصاً موسمی بخار کی نہایت شکایت رہی ہے اور ابتک بدستور ہے جن لوگوں نے دیہاتی مخلوق کا یہ خوفناک نظارہ دیکھا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں یہ خدائی مخلوق بوجہ افلاس عدم دسترس عدم دستیابی ادویہ اور عدم موجودگی طبیب کے کس حالت میں گذارہ کرتی ہے سخت سے سخت انسان بھی یہ خوفناک حالت دیکھکر توبہ توبہ کر اٹھتا ہے یہ قابل رحم مخلوق ایسی کس مپرسی کی حالت میں پائی جاتی ہے کہ طوعاً و کرہاً یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال اور ہمدرد نہیں ہے۔ بوڑھے جوان بچے مخصوص ملبوس کی طرح اپنی اپنی جھونپڑی میں پڑے سسکتے ہیں اور انھیں کوئی نہیں پوچھتا۔ نہ سرہانے کپڑا اور نہ بیماری میں دوا اور غذا اگر از روئے کی خاطر گشت کاری کی وحشت ساتھ ہی چھٹی ہے اگر گھر میں دس ہیں تو دس کے دس ہی بیمار اور رنجور ہیں لحاف کے مارے لرزتے اور ہانپ رہے ہیں مگر کریں تو کیا کریں نہ تو کوئی طبیب ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر اور شفاخانے کوسوں دور جس سے علاج کرائیں اور کس سے دوا پوچھیں۔ دیہاتی نیم حکیم خطرۂ جان۔ دوکانداروں سے خدا کی پناہ ان کے واسطے فصل کا موسم آگیا ہے گوڑ کا شربت دیکر بار گھرے کرلئے اور اسپر سود کی رقم جدا رہی کوئی گھر ایسا نہیں جس میں سے ہا و ہو کی دردناک آواز نہ آتی ہو اور پوچھو تو یہ ایک زمیندار یا ایک کاشتکار کا حال زار ہے یہ وہ مخلوق ہے جو آئے سال اور دنیا کے واسطے دانہ اناج اپنے پسینے کی کمائی سے مہیا کرتی ہے یہ وہ جماعت ہے جس کے ٹکوں سے گورنمنٹ کے خزانے لبالب رہتے ہیں۔ یہ وہ بدقسمت حیوان ہے جس کے لہو سے اہلکار اور وکیل پرورش پاتے ہیں یہ وہ کمبخت فرقہ ہے جس کی کمائی سے مدرسے جاری اور شفاخانے بارونق ہیں جس کی ہمت کا ادنے نمونہ ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں یہ وہ منحوس گروہ ہے جس کی کمائی سے لوگ تعلیم یافتہ اور مہذب بن کر دنیا میں نام پیدا کرتے ہیں یہ سب کچھ ہیں مگر ان کم بختوں کی حالت ہمیشہ ہی ذلیل رہتی ہے کس برے وقت میں کسی نے کہا تھا کہ او تم کھیتی ہے خاک ادنیٰ ہے اب تو نکھد سے بھی سو درجہ خراب اور ذلیل ہے یونانی اطبار کی دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے شفاخانے چندے معدود اور دور دور سرکلوں میں غریب زمینداروں کو ان سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے جس غریب کاشتکار کا سارا کنبہ ہی علیل ہو وہ شفاخانہ جانے کے لئے بیس میل کا سفر کیونکر کر سکے اور اس کا علاج کیا ہو سکے افسوس آئے سال ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی جیبیں تو پر کر لیتا ہے مگر ان کی بھی کوئی خبر ہے جو اس کا سرچشمہ ہیں۔ کونین تک تقسیم نہیں کی جاتی۔ بعض ضلعوں میں دستور ہے کہ ایک ایک دو دو یونانی طبیب بھی نوکر رکھے ہوتے ہیں وہ دورہ میں لوگوں کی تیمارداری کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ ان کے ہونے سے لوگوں کو فایدہ بھی ہوتا ہے یہ دستور بھی رفتہ رفتہ بند ہوتا جاتا ہے ہماری رائے میں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اپنی بے کس رعایا کے واسطے بالخصوص موسمی بیماریوں کی حالت میں تو خاص انتظام کر دیا کرے ایک بڑے سکیل پر ہر ایک تحصیل میں کونین اور کونین کی گولیاں تقسیم ہونی چاہیئے جس کا تفصیل ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ ہونا چاہیئے کہ وہ دورہ کریں اور لوگوں کو دیکھیں بلکہ ان ایام میں خاص طور پر ہر تحصیل دو دو ٹرولنگ ہاسپٹل اسسٹنٹ مقرر ہونے چاہیئے گورنمنٹ ہر سال واقعی خارجوں کی تصدیق کے واسطے تو اکسٹرا نائب تحصیلداران مقرر کرتی رہتی ہے اس کام کے واسطے کیوں نہ زائد ڈاکٹر موسم میں مقرر کئے جاویں اور ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہمیشہ کے واسطے فی تحصیل دو دو دیسی طبیب بھی مقرر ہونے چاہیئے اگر اور کچھ نہیں تو فوراً کسی ضلع یا تحصیل میں موسمی عوارض شروع ہونے پر ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے یونانی طبیب مقرر ہونے چاہیئے اگر ڈسٹرکٹ بورڈ اس وقت کام نہ آیا تو وہ کس مرض کی دوا ہے ہائے افسوس ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر کچھ بھی کام نہیں کرتے ہیں انھیں مخلوق خدا کا کچھ بھی خیال نہیں غریب زمینداروں کی جانب سے یہ لوگ قائم مقام بن کر جاتے ہیں اور کرتے کراتے کچھ بھی نہیں۔

ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ کی توجہ اس جانب منعطف کرتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ اس موسم کے موسمی بخار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس توجہ کی اس وقت کس قدر ضرورت ہے ابھی افاقہ نہیں ہوا ہے گورنمنٹ فوراً نوٹس لے اور صاحبان ڈپٹی کمشنر کو اس طرف توجہ دلائے۔

وصیّت

(۱) میں مسماۃ سردار بیگم اہلیہ محمد حسین قوم جٹ ساکن تلونڈی عنائت خاں تحصیل پسرور۔ ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ اور لکھدیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیّت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیّت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال سُن لیا ہے۔ میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہونگی۔ جو رسالہ الوصیّت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے شائع ہوئے۔ یا آئندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات۔ ضوابط قواعد۔ شرایط متذکرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیّت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اور جیپر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ * تفصیل جایداد اخیر پر شامل کی گئی ہے۔ اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جایداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیّت کرتی ہوں کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ للعہ ۸۱۰ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیّت کردہ جایداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ اور اس کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری اس وصیّت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جایداد وصیّت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد) کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیّت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیّت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہوں گی۔

(۶) میں یہ بھی وصیّت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت

ہے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو بھی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شایع ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ شایع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کردینے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جاید اد وصیت کردہ جس کا ذکر ہے۔ فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان انداز کر کے اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کرونگی۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے کرادوں گی۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ رکھ سکی اور ایسا ہی اگر وہ رقم اداکردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جاید اد جس میں یہ وصیت کردہ جاید اد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ران اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ . . . .

اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف استغفار توجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جاید اد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان حکم نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کراچکی ہونگی۔ یا میری جاید اد متروکہ سے وصول ہونی تھی۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے [illegible] ورثا کو ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔

گواہ شد

محمد حسین دفتر تانو نگوئے ظفروال بقلم خود

العبد

سردار بیگم اہلیہ محمد حسین دفتر تانو نگوئے

گواہ شد

محمد امام الدین ولد منشی نظام الدین محرر چوڈشیل تحصیل ظفروال

تفصیل جائداد

زیور حسب ذیل۔ ڈنڈیاں طلائی ۸ عدد ۱۰۰ — ڈنڈیاں ریل ۲ عدد — گھار طلائی — تویٹریاں طلائی ۲ عدد — واونی طلائی یکعدد — ٹیکا طلائی یکعدد — پھول طلائی ۲ عدد — بوٹر طلائی یکجوڑا — کینٹھہ طلائی یکعدد — گوکھرو نقری — جھمکے طلائی ۲ عدد — بانکاں نقری — تونگ — متفرق کپڑے وغیرہ

میزان کل ۸۱۰ آٹھ سو دس

وصیت

از محبوب عالم احمدی لاہور مئی

۱۔ میں مسمی محبوب عالم ولد میاں غلام قادر سکنہ موضع علاءالدین کے تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات۔ اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن احمدیہ مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن احمدیہ مذکور کے مطابق وصیت [illegible] پابند رہینگے۔

۴۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ جس قدر میری جاید اد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کا [illegible] حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان [illegible] کے سپرد کیا جاوے [illegible] انجمن [illegible] کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد [illegible]

جاید اد کو میری بقیہ جاید اد سے الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ یا اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔

۵۔ چونکہ اس وقت میرے پاس کوئی جاید اد نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار اپنے اس شہر کے امین کے پاس ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا۔ جو میں پہلے سے بھی دیا کرتا ہوں۔ انشاءاللہ العزیز۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو بھی۔ اگر صدر مقام قادیان میں فوت نہ ہوں تو بھی بہر صورت احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شایع ہونگی دارالامان قادیان میں جو خدا کے رسول اور مسیح موعود کا تخت گاہ ہے۔ پہنچاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جس قدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جاید اد جو وصیت فنڈ میں آئیگی ہوگی۔ ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اخراجات اس وصیت کردہ حصہ سے الگ ہونگے۔ یا میں ان اخراجات کے واسطے اپنی زندگی میں رقم جمع کرادونگا اگر میں ان اخراجات کے واسطے کوئی رقم ادا نہ کرسکا۔ تو میری دوسری بقیہ جاید اد سے یہ اخراجات پورے کئے جاویں۔ اگر میری جاید اد کوئی نہ ہوئی۔ تو پھر جس طرح مولا کریم چاہیگا۔ ہو کر رہیگا۔

۸۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ وصیت محض رضاء الٰہی کے واسطے لکھی گئی ہے اور حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو بھی میری وصیت قائم رہیگی اور میں دل میں خواہش رکھتا ہوں کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے بلکہ جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری نعش کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر دفن ہوسکتی ہے۔

۹۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو جو رقم میں اس انجمن کے پاس جمع کراچکا ہوں گا۔ وہ انجمن سے واپس نہیں لیجا سکینگے۔ اور نہ ہی میرے کسی رشتہ دار وغیرہ کو حق ہوگا۔ کہ وہ اس کے لینے کی کوشش کریں۔ اور اگر جاید اد ہو۔ تو بھی انجمن کو حق ہوگا کہ وہ [illegible] حصہ اپنے قبضہ میں [illegible] اور جو [illegible] خرچ کرے۔

۱۰۔ چونکہ میرے پاس جاید اد نہیں ہے۔ اور میں غریب آدمی ہوں۔ اس واسطے ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ میں انجمن لاہور ہی کے امین کے پاس یا جس جگہ انجمن احمدیہ قادیان حکم دے۔ میں اپنی آمدنی کا یہ حصہ جمع کرتا رہوں گا۔ فقط

وصیت کنندہ

عاجز محبوب عالم احمدی موضع علاءالدین کے تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور احمدی

گواہ شد

چیمستاں احمدی ولد حشمت خان توم سید سکنہ لاہور

گواہ شد

محمد موسےٰ۔ سوداگر بائیسکل لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں

ذیل میں مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں درج کی جاتی ہیں ان میں سے پہلی وہاں کی انجمن اسلامیہ کے نام ایک یاددہانی ہے اور دوسرا ایک خط ہے جو [illegible] کے ایڈیٹر کے نام خانصاحب نے اسکے اس مضمون پر لکھا ہے جو اس نے اپنے بھائی ایڈیٹر وطن کی حمایت کفر فروشی میں لکھا تھا۔

انجمن اسلامیہ کے نام جو یاددہانی ہے وہ بہت قابل غور ہے اور [illegible] کی گورنمنٹ کو اسپر خصوصاً توجہ کرنا چاہیئے کہ جو لوگ ایسے شخص پر جو حرمت جہاد کا قایل ہو کفر کا فتوی حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں وہ اپنے خیالات کس قسم کے رکھتے ہیں اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق کیسے جذبات رکھتے ہونگے — ایڈیٹر

یاددہانی بنام انجمن اسلامیہ شاہ آباد

چونکہ میں نے دو عرضی یاددہانیں اس سے قبل انجمن کو بابت بد انتظامی مدرسہ رفاہ المسلمین مختلف اوقات میں دی ہیں۔ اگرچہ ان کا جواب مجھکو نہیں دیا گیا مگر [illegible] خیال کیا گیا اور غالب فی الجملہ حالت مدرسہ کی قابل اطمینان ہو گئی ہے اس وجہ سے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے عملی جواب پالیا۔ یہ میری علت غائی تھی بلکہ افسوس کہ ایک استفتاء میں نے جو بابت دریافت اعتقاد جہاد کے پیش کیا تھا کہ آیا قرآن شریف یا حدیث میں اس کا پتہ ہے۔ اور وہ یا انجمن اسلامیہ شاہ آباد کے ممبران مجھکو بتلا سکتے ہیں کہ کیا اس کا جواز قرآن شریف و حدیث سے ہے کہ بغیر ثبوت کے کسی کو دین کے واسطے مجبور کیا جاوے اور قتل کیا جاوے پیش کیا اُس عبارت کا ماحصل اگر کوئی شخص انصاف پسند ہوتا تو یہ نکال سکتا تھا کہ اولاً خود غور کرتا اور اگر خود اس قدر لیاقت نہ تھی تو علماء سے اس کی بابت جواب لیتا کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیں اگر قرآن سے اس کا ثبوت نہ ہوتا تو ایسے عقاید فاسدہ سے جو منافقانہ اور باغیانہ ہیں اور موذی الی الفساد ہیں اور عملداری اور حکومت کے بھی خلاف ہے اور قرآن و حدیث میں بھی پتہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ایسے خیالات [illegible] کو نکال کر عملداری انگریزی سلطنت برطانیہ کو غنیمت جاننا چاہیئے کہ کسی مذہب میں در اندازی نہیں۔ اپنا کام اسلامی ادا مرد آزادی بخوف و خطر سرگرمی سے کرتے۔ میری علت غائی تو صرف یہی تھی اور اسی وجہ سے میں نے صرف انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو مخاطب کیا تھا اور اُس کو عام نہیں کیا۔ اور نہ میرا یہ منشا تھا صرف تنبیہ کرنا مقصود تھا۔ مگر افسوس کہ نتیجہ اُس کے برعکس بوجہ میرے عناد کے نکالا گیا۔ اور سکرٹری صاحب انجمن کی دانائی نے اُس کو ایک عقدہ لاینحل بنا دیا چنانچہ میں نے سنا ہے اور ایک کاغذ مطبوعہ دیکھا بھی تھا جو سکرٹری انجمن اسلامیہ شاہ آباد کی طرف سے جن کا نام نامی شیخ فیاض علی صاحب ہے۔ اور انہیں کے نام سے چھاپا گیا ہے اور اصل رائے میں اراکین انجمن کی بھی شراکت نہیں۔ اور نہ کسی کمیٹی سے یہ بات قرار پائی تھی ہردوئی میں پیش کیا۔ اور اس میں بجائے جواب طلب کرنے کے اور ایک استفتاء قائم کیا گیا جس کا ماحصل یہ تھا کہ جو مخالفت جہاد کا اقراری ہو کہ لڑائی دین کے پھیلانے کے واسطے جائز نہ قرآن و حدیث سے نہیں۔ تو ایسے شخص کے متعلق کام جامع مسجد کا رکھا جا سکتا ہے یا نہیں [illegible] کہ جو جہاد کو [illegible] فرض جانتا ہے اور باغیانہ خیالات جو نہیں پوشیدہ رکھتا ہے وہ اگر نماز نہ پڑھے اور بسبب کچھ ناجائز کام کرے مگر وہ مومن اور بہت بڑا مسلمان ہے اور وہ ہر اس قابل کہ اُس کے متعلق کام جامع مسجد کا سپرد کیا جاوے اور جو ناجائز جانتا ہے وہ کافر ہے اگرچہ نماز پڑھے روزہ رکھے تمام ایمانی احکامات کا اقرار کرے وغیرہ وغیرہ مگر اس کا جامع مسجد میں آنا یا کام کرنا یا تعلق ہونا سخت گناہ ہے۔ اور بموجب احکامات شرعیہ علماء موجودہ مخالفین کے واجب القتل ہے کیا خوب۔ بھلا مستفتی صاحب یہ تو فرماویں کہ اس استفتاء نے اور میرے استفتاء سے کیا مناسبت اور مصداق سوال از زمین و جواب از آسمان ہے یا نہیں۔ چنانچہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ پر قرآن شریف میں اس طرح خونی بننے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ تم پیشقدمی مت کرو اور اگر کوئی در سر تمہارے قتل کیواسطے کھڑا ہو تو اُس سے لڑو ولا تقاتلوا المعتدین الخ سے یہ صاف ظاہر ہے۔ پس اس حالت میں جہاد کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے عقلاً و قانوناً بھی حفاظت خود اختیاری اور دفاعی جائز نہیں بلکہ ضرور ہے میری اس تحریر پر سکرٹری صاحب نے ایک بہت بڑا طومار پیدا کر دیا اور میں نے سنا ہے کہ فتوی کفر کا بھی حاصل کیا ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سکرٹری صاحب میاں شیخ فیاض علی صاحب ایسے جیند کافروں کو قتل کر کے بہت بڑا ثواب حاصل کرینگے اور انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو بھی بہت نیکنام فرماوینگے چونکہ انجمن میں سکرٹری صاحب اور نیز بعض دیگر ممبر صاحبان میں سے میرے نقصان جانی و مالی کے خواہاں ہیں۔ اور میں نہ پہلے شریک انجمن ہوتا تھا اور نہ اب ہو سکتا ہوں۔ اور میرا نام ممبری انجمن میں ہے۔ لہذا میرا نام فہرست ممبری سے نکال دیا جاوے تاکہ اُن تمام بے اعتدالیوں کی ذمہ داری جو بغیر میرے نام کے ہوگی ذمہ وار انجمن رہے میں ایسے باغیانہ خیالات میں شریک نہیں ہو سکتا۔

فقط بلا عارض انوار حسین خان احمدی

میں نے اخبار مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء جو اسی وقت مجھکو ملا ہے دیکھا۔ خصوصاً ابتدائی سطر کو جس کی پیشانی پر ایک بیجا الزام تھی بنظر غور ملاحظہ کیا۔ اور الحکم کو بھی بنظر امعان مطالعہ کرنا پڑا۔ میرے نزدیک ایڈیٹر وطن کسی طرح اُس الزام سے جس کو الحکم نے لگایا ہے بری نہیں۔ خواہ اُس کے ہم خیال معاند الحکم کتنے ہی حیلہ حوالے پیدا کریں اور کیسے ہی ایڈیٹر الحکم پر الٹا الزام سخت متعصب و تنگ خیال مسلمان کا لگاویں۔ اگر ایڈیٹر مذکور سے مسامحت ہوئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر دیدہ دانستہ یا کسی غرض مشترک کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو ضرور وہ اس الزام کو اُٹھا ہی نہیں سکتا مجھکو خیال پڑتا ہے کہ میری نظر سے بھی اخبار وطن کے کسی کالم میں جبکہ میں اخبار وطن کا خریدار تھا۔ وہ ایک مرتبہ اشتہار بابت کسی کتاب انگریزی کے نظر سے گذرا ہے۔ تفصیلی حالت یاد نہیں رہی جہانتک میرا حافظہ کام دے سکتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اُس کتاب انگریزی کا اشتہار ایسے پیرایہ میں تھا۔ یا اُس کی عبارت سے ہی مترشح ہوتا تھا کہ وہ کتاب یا کتب اسلام کے واسطے نہایت مفید ہیں جسکے معنے میں نے بھی یہ سمجھا کہ وہ کتاب یا کتابیں مصداق والفضل ما شہدت بہ الاعداء کی ہیں۔ یعنی اُس میں تصدیق اسلام یا خوبیاں اسلام کی بیان کی گئی ہیں اگر لایق ایڈیٹر وطن یہ تحریر کر دیتا یا اس قسم کی عبارت ہوتی جس سے یہ استنباط ہوتا کہ اُن کتابوں میں اسلام کی مخالفت کی گئی ہے اور اُن میں بہت سے پیچ در پیچ وانحاء سے عمارت اسلام کے واسطے سرنگیں لگائی گئی ہیں تو بے شک ایڈیٹر وطن مستحق حسن ظن کا اور لائق خطاب لیڈر قوم کے ہونے کا تھا۔ ورنہ اُس کی عبارت اغلوطات سے خالی نہیں۔ میں نے پہلے ہی اُن اشتہاروں کو سرسری نظر سے دیکھا تھا۔ اور میں خود بھی اُس اشتہار کے اس تلبیس سازی کی وجہ سے ایک کتاب انگریزی منگوانے کو بھی تھا۔ مگر صرف اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کو زیادہ قیمت کی کتاب منگوائی جاوے اور نیز اشتہاروں کی بے اعتباری بھی اس کا سد باب ہوئی جس کی وجہ سے میں اُس نقصان سے خدا کے فضل سے محفوظ رہا۔ ہاں البتہ اس میں شک نہیں کہ اُن کتابوں کی زہریلی حالت سے ہمکو ریویو نے ضرور آگاہ کیا ہے جس کی بابت ہمکو ریویو کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ چنانچہ پہلے میں بھی بوجہ اثر تعلیم دیوبند کے ایسے خیالات کا تھا کہ کوئی کتاب مذہب غیر کی نہ دیکھی جاوے مگر اب میں مخالف کتاب کو بھی ضرور دیکھتا ہوں اور اُس سے فایدہ بھی اُٹھاتا ہوں مگر یہ سب اسی حالت میں ہوا جبکہ ہمکو ریویو [illegible] نے انگریزی کتب کی بابت یہ خبر دیدی کہ اس میں سرنگیں ہیں اور یہ سرنگ ہے۔ جب ہم اُس کی تہ کو پہنچ گئے تو ہم کو اُس نقصان سے محفوظ و مصئون ہونے کی وجہ سے ریویو کا شکر گذار ہونا پڑتا ہے اور اب ہم خود آپ بھی بوجہ تنبہ ہو جانے کے اُن سرنگوں کی ٹٹول اور جانچ اپنی عقل خداداد سے بھی کر لیتے ہیں۔ اگر اسی طرح پر لائق ایڈیٹر وطن نے بھی لکھا ہوتا تو ہم کو اُس کی بھی شکر گذاری کرنا پڑتی مگر اس حالت میں تو بجائے شکر گذاری کے نفرت کرنا چاہیئے کہ ہمکو سخت مہلک زہریلی چیز کی تعریف ایسے لہجہ میں کی یا ایک زہریلے مادہ کو ایسے پیرایہ میں بتلایا کہ ہم شہد سمجھ کر تباہ اگر ہوتے تو احتمال ہماری ضرور تھا۔ کہیں بھی اس سے پہلے ایڈیٹر وطن کو میں خواہ اسلام خیال کرتا تھا مگر اب وہ خیال ہباءً منثوراً ہو گیا۔ میں اس تحریر سے البتہ موافق ہوں کہ [illegible] سب سے پہلے انگلو ورنیکلر [illegible] نے خامہ فرسائی کی [illegible] بات ہمہ وقت قابل تحسین ہے اب چونکہ یہ معاملہ تمام ہو گیا ہے لہذا امید ہے کہ اب اس میں [illegible] سلسلہ جنبانی رہیگی کہ [illegible] بھی اس نظارہ کا [illegible]

ملفوظات میں سے کچھ

الصلح خیر

۲۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو قبل دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دو بھائیوں کے کسی باہمی نزاع کا ذکر خواجہ صاحب نے کیا۔ یہ امر انسانی فطرت کے خلاف نہیں کہ باہم نزاع نہ ہو حقیقی بھائیوں میں بھی ہو جاتا ہے اور انسانی امزجہ کا اختلاف جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا بین اور واضح ثبوت ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ اختلاف رائے اور اختلاف خیال سے کبھی نزاع بھی پیدا ہو مگر وہ نزاع قابل ذکر یا قابل لحاظ نہیں ہوا کرتا جہاں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر کے اپنے نزاع کو چھوڑ دیا جاوے۔

بہرحال دو بھائیوں کے نزاع کا ذکر تھا اور خواہش یہ کی گئی کہ حضور ارشاد فرماویں گے تو ان میں سے کسی کو بھی کوئی شکایت باقی نہ رہے گی۔ اس پر حضور نے عام طور پر فرمایا

"میں صلح کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب صلح ہو جاوے پھر اس امر کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو۔ تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آ سکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔

یہ سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہیے۔ اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچیگا۔ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ اسے تو ایسا ہونا چاہیے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروا نہ کرے۔

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔

نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا اخلاق کرنا بھی ایک موت ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو تو تو میں میں کرے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاوے بلکہ میں تو اس کو پسند کرتا ہوں اگر کوئی سامنے بھی گالی دیدے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نبی بعض اوقات سختی کرتے ہیں۔ وہ اس امر کو سمجھ نہیں سکتے ان کی سختی کا رنگ اور ہے اس میں کینہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس کے لئے نہیں کرتے۔ اس میں کوئی ذاتی غرض ان کی مدنظر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی عزت کے لئے اور اس کی اپنی اصلاح کے لئے۔

دیکھو ماں بچے کو بعض وقت مارتی بھی ہے اور سخت مارتی ہے دوسرا دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ کیسی بے دردی سے مار رہی ہے مگر وہ اس سے ناواقف ہے کہ اس کی شفقت کا اندازہ کر سکے۔ اگر ماں کی محبت اور ہمدردی کی اسے خبر ہوتی تو وہ ایسا وہم نہ کرتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر بچے کو ذرا بھی درد ہو تو ماں ساری رات بے قرار رہتی اور اس کی خدمت گذاری میں گذار دیتی ہے دوسرا کون ہے جو اس شفقت اور ہمدردی کا مقابلہ کر سکے۔ اسی طرح پر نبی کی سختی ہوتی ہے اس کے دل میں ایک درد اور کوفت ہوتی ہے خدا کی مخلوق کی اصلاح کے لئے وہ چاہتا ہے کہ خدا کے عذاب سے بچ جاوے اگر اپنے کسی خادم پر سختی کرتا ہے تو شفیق ماں کی طرح راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں بھی تو اسی کے لئے کرتا ہے۔ غرض ماں باپ اور شفیق استاد کی سختی سختی نہیں وہ تو عین رحمت اور شفقت ہے۔

ایسا ہی عادل بادشاہ کی سختی بھی سختی نہیں نادانی سے لوگ اعتراض کر اٹھتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ عادل بادشاہ ہمیشہ اپنی رعایا کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے۔

میں بار بار یہی کہوں گا کہ نفس پرستی کی بیخ کنی خدا تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے اس لئے اس قسم کے نزاعوں کو یکدم چھوڑنا چاہیے۔"

اس مقام پر حضرت حجۃ اللہ پہنچے تھے ایک بھائی نے فوراً ہی اپنے دوسرے بھائی سے السلام علیکم کہکر ہاتھ ملا لیا اور صلح کر لی۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ایڈیٹر

یاد رکھو اگر ایک بھی راستباز ہوگا۔ وہ ہزاروں کو اپنی طرف کھینچ لائیگا اور راستباز وہ ہے جو اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔ مذہب کی جڑ یہی ہے تقویٰ اور خدا ترسی اور مذہب یہی ہے۔

دوکانداری کا نام دین نہیں ہے

حقیقی مسلمان کا یہ مقصد نہیں ہوا کرتا کہ اس کو خوابیں آتی رہیں بلکہ اس کا مقصد تو ہمیشہ یہ ہونا چاہیے کہ

اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے

اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت میں ہے اس کو راضی کرنے کی سعی کرے اگرچہ یہ سچ ہے کہ یہ بات نرے مجاہدہ اور سعی سے نہیں ملتی بلکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر موقوف ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ رحیم کریم ایسا ہے اگر کوئی اس کی طرف بالشت بھر آتا ہے تو وہ ہاتھ بھر آتا ہے اور اگر کوئی معمولی رفتار سے اس کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ غرض مومن کبھی ان باتوں کو اپنی زندگی کا آخری مقصد تجویز نہیں کرتا کہ اسے خواب آنے لگیں یا کشوف ہوں یا الہامات ہوں۔ وہ تو ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور اگر ساتھ ہو تو نفقت نامہ ایسی ہو کہ یہ خدا سے راضی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر اور قضا سے راضی ہو جانا بھی سہل امر نہیں یہ ایک مشکل اور تنگ راہ ہے۔ اس سے ہر کوئی گذر نہیں سکتا پس جب انسان ان اغراض کو مدنظر رکھیگا کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاوے۔ اور متقی اور مخلص مومن ہو کر اعمال صالحہ بجا لاوے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو معاملات ہوا کرتے ہیں اور جو سنت اللہ اس کی جاری ہے وہ اس کے ساتھ بھی ضرور ہی ہوگی اس کی خواہش کی حاجت ہی کیا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر انھوں نے سچی استقامت دکھائی یعنے ہر قسم کے مصائب اور مشکلات عسر یسر میں انھوں نے قدم آگے ہی بڑھایا اور ہر قسم کے امتحانوں میں وہ پاس ہو گئے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان کو خوشخبریاں دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ولی ہیں اس حیات دنیا میں تمہیں کوئی غم اور حزن نہ ہوگا۔

یا دوسری جگہ فرمایا اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔

یعنے اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہوتا ہے اور انھیں ہر قسم کی تاریکیوں سے نکالکر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جن کو اس بات کا ٹھرک ہوتا ہے کہ ان کو کشف ہو اور بعض کشف قبور تسخیر وغیرہ بیہودہ باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہ چیزیں کچھ بھی نہیں اصل بات یہی ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی خالص محبت سے اس طرح پر لبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے یہ مراد اگر مل جاوے تو اس سے بڑھکر اور کوئی مراد نہیں ہے۔ جب خدا تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کا

تخت گاہ

ہو تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اس کے انوار و برکات سے مستفیض نہ ہو اور اس کا کلام نہ سنے اگر چاہتے ہو کہ اس کا کلام سنو تو اس کا قرب حاصل کرو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اصل مقصود تمہارا یہ نہ ہو ورنہ میرا اپنا یہی مذہب ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوگا (اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت اور اخلاص حضور کا ہے اور توحید کے کس اعلیٰ مقام پر آپ کا قدم ہے ایڈیٹر)

کیونکہ خدا کی رضا جوئی اور اس کی محبت کی غرض اصل تو یہ ہوئی کہ الہام ہو یا کشوف ہوں اور پھر باریک طور پر اس کے ساتھ نفسانی غرض یہ ملی ہوئی ہوتی ہے کہ اس سے ہماری شہرت ہو لوگوں میں ہم ممتاز ہوں ہماری

دو باتیں: خدا سے ڈرو اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو

طرف رجوع ہو۔ یہ باتیں صافی تعلقات میں ایک رنگ ہو جاتی ہیں اور اکثر اوقات شیطان الیسے وقت پر قابو پا لیتا ہے وہ باریک نفسانی غرض کو پا لیتا ہے پھر نفسانی خواہشیں بھی آنے لگتی ہیں۔ اور اس طرح پر آخر موقع پا کر شیطان ہلاک کر دیتا ہے۔

اس لئے نہایت امن کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصۃً رو بخدا ہو۔ اسکے ساتھ اپنے تعلقات کو صاف کرے اور بڑھاوے اور وجہ اللہ کی طرف دوڑے وہی اس کا مقصود اور محبوب ہو اور تقویٰ پر قدم رکھکر اعمال صالحہ بجا لاوے۔ پھر سنت اللہ اپنا کام آپ کریگی۔ اس کی نظر نتائج پر نہ ہو بلکہ نظر تو اسی ایک نقطہ پر ہو۔ اس حد تک پہنچنے کے لئے اگر یہ شرط ہو کہ وہاں پہنچکر سب سے زیادہ سزا ملے گی تب بھی اسی کی طرف جاوے۔ یعنے کوئی ثواب یا عذاب اس کی طرف جانے کا اصل مقصد نہ ہو۔ محض خدا تعالیٰ ہی اصل مقصد ہو۔ جب وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آئیگا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم وگماں میں بھی کبھی نہ گذرا ہوگا۔ اور کشوف اور خواب تو کچھ چیز ہی نہ ہونگے۔ پس میں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے۔ اسی کو قرآن شریف میں فلاح کہا ہے۔ قد افلح من زکٰھا

(پرانی یادداشت سے)

آریہ سماج کے پنڈال سے ایک آواز

یعنے

ضرورت امام

ضرورت امام کے مضمون پر اخبار الحکم میں ایک مرتبہ ایک لمبا سلسلہ مضامین کا شایع کیا گیا تھا۔ اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ لیکن آج مجھے اس مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت محض اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ میں لاہور آریہ سماج کی اندرونی سماج کے حالات سالانہ جلسہ پر پڑھتا تھا۔ لالہ منشی رام صاحب کے لیکچر کا خلاصہ پڑھ رہا تھا جو پرکاش نے ۲۷ نومبر کے اخبار میں چھاپا ہے اور وہ یوں شروع ہوتا ہے۔

اس وقت بھارت ورش میں عجیب ہل چل مچی ہوئی ہے دوسروں کو جانے دیجئے۔ بھارت نواسیوں ہی کی طرف دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں کئی فرقے اور پارٹیاں بن رہی ہیں یہ پارٹی سپرٹ کیوں ہے؟ ذرا سے وچار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا جھگڑا صرف لیڈری کا ہے ہر شخص لیڈر بننے کی دھن میں سرمست ہے لیکن کیا یہ حالت صرف بھارت ورش تک ہی محدود ہے نہیں بلکہ سارے سنسار میں یہی حالت دیکھی جاتی ہے اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج انھوں نے برہمن گرنتھ کی ایک کتھا سنا کر یہ بتایا کہ جب تک سب لوگ ایک ورن مقرر نہیں کرتے جس کے پاس وہ اپنا سروسو جمع کر دیں اور اپنا ایک اندر مقرر نہیں کرتے جس کی لیڈری میں آپ چلنا سویکار کریں تب تک یہ جھگڑے دور نہیں ہوتے"

یہ آواز ہے جو امسال لاہور آریہ سماج کے پنڈال سے نکلی ہے۔ اور اسی آواز نے مجھے اپنے سید و مولا امام کی صداقت پر ایک نیا ایمان پیدا کرنے کا موقع دیا ہے۔

مختلف مذاہب کے لیڈروں کے درمیان جو خوفناک جنگ گوئے سبقت لیجانے کی آجکل چھڑی ہوئی ہے کچھ شک نہیں کہ اسنے انڈیا کی سکون و امن کی زندگی میں ایک آگ لگادی ہے جس سے ہر متنفس نعل در آتش ہو کر بے قرار ہو رہا ہے۔ نہ صرف مذہبی عالم میں یہ کشمکش اور خود روی ہے بلکہ سیاسی میدان میں بھی یہی گھوڑ دوڑ جاری ہے۔ بنگال کے دو پولیٹیکل لیڈروں پال بابو اور بنرجی بابو کے درمیان معاملہ جس حد تک پہنچا وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں پنجاب کے اسی میدان میں سیاسی پلیٹ فارم پر کام کرنے والوں کی جو حالت ہے وہ بھی ایک امر ظاہر ہے۔

میں بہ حیثیت ایڈیٹر الحکم سیاسی امور میں چونکہ دلچسپی لینے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ہمارے سلسلہ کے اغراض ایسے امور سے وابستہ ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض تو انسانی نفوس کا تزکیہ اور طہارت ہے اور انہیں خود غرضی اور خود نمائی کے خاردار جنگلوں سے نکالکر اخوت اور انکساری کے خوشنما میدانوں میں لے جانا ہے اور اسے ان منزلوں کو طے کرنا ہے جو اس کو انسانیت کے حقیقی اور واقعی شرف کے قابل بنا دیں۔ عبودیت اور الوہیت کے درمیان جو سچا رشتہ ہے اسے قائم کیا جاوے اس لئے ملکی معاملات پر رائے زنی کرنے کی مجھے اخبار الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

اس وقت اس سیاسی طبقہ کے لیڈروں کا ذکر بھی ضمناً کرنا پڑا۔

فی الحقیقت یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس جنگ و جدال کی اصل وجہ اور غایت یہی ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے خیال اور مذاق کے موافق ایک قوم اور گروہ کا لیڈر بننا چاہتا ہے۔ اور جب تک یہ خیال بصورت موجودہ قائم رہیگا صلح اور آشتی کا پھریرا لہراتا ہوا نظر نہیں آسکتا۔ دنیا کی تاریخ ہمیں اسی نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ ان جھگڑوں کا قلع قمع ہمیشہ اسی صورت میں ہوا کرتا ہے کہ ایک زبردست طاقت کا انسان ہم پر حکمراں ہو یہاں زبردست طاقت اور حکمرانی سے میری مراد روحانی طاقت اور روحانی حکومت ہے اس لئے کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ سیاسی معاملات میں ہمیں دخل دینے کی نہ کوئی حاجت اور نہ ضرورت ہے۔ سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا چاہیئے اور جس کی از بس ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ اپنی ذاتی اصلاح اور تکمیل ہے جب تک ہم اس مقصد کو پورا نہیں کر لیتے سیاسی امور میں دخل دینا کمال نادانی اور غلطی ہے۔

اور اسی انسان کے حکم کے آگے ہمارے اپنے ارادے اور خواہشیں ہیچ اور بے حقیقت ہوں۔ وہی شخص جسکو لالہ منشی رام اندر کے نام سے پکارتے ہیں وہ ہماری اصطلاح میں

امام کہلاتا ہے

لالہ منشی رام صاحب ضرورت امام کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اس تقریر کے موافق جو بالکل درست ہے یہ روگ جو افراد انسانی میں آجکل لگ رہا ہے اور جس نے ہندوستان کی اخلاقی اور روحانی حالت کو بہت ہی کمزور کر دیا ہے اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک امام کے آگے ہم سر تسلیم خم نہ کریں۔

لیکن

میں اس امر میں ان سے متفق نہیں ہو سکتا کہ ایسا امام ہم کو خود مقرر کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے اس جملہ سے لالہ منشی رام صاحب اپنے ہم خیال زمرہ میں اپنی امامت اور لیڈر شپ کو منوانا چاہتے ہوں۔ مگر میں عام اصول پر گفتگو کر رہا ہوں۔ وہ شخص جو لوگوں کے مشورہ اور تائید سے امام یا خلیفہ مقرر ہو وہ آخر انسانی انتخاب اور انسانی تجویز کا نتیجہ ہے۔ اور مختلف انسانی طبایع اور خیالات اسے امن و سلامتی کا شہزادہ قرار دینے کی بجائے ایک اور جنگ کا ذریعہ قرار دیں اور وہ امن اور سکون نہ پھیل سکے جس کے لئے اسے اس منصب جلیل پر منتخب کیا گیا ہے پس اس لئے کسی صورت اور حالت میں ایسا شخص انسانی تجاویز اور تدابیر کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے وجود کا انتخاب اللہ تعالیٰ ہی کرے تو مبارک ہو

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں خلفاء کے تقرر کا ذکر فرمایا وہاں یہی فرمایا

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم الآیۃ

یعنے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ مومن ہوئے اور انھوں نے اعمال صالحہ کئے ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا۔

اور ایسا ہی منصب رسالت کے لئے منتخب کرنے کا کام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کون وجود پاک ہے جو منصب رسالت کے بوجھ کو برداشت کر سکتا ہے۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین المہدیین کی سیرت پر جن لوگوں نے تدبر سے نظر کی ہے وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ انھوں نے کیسے کیسے مشکلات کو کس آسانی اور استقلال سے برداشت کیا۔ جن کو برداشت کرنا انسانی طاقت سے بالاتر اور فوق العادۃ تھا انھوں نے محض تائید الٰہی اور نصرت ایزدی سے ان مصائب کے پہاڑوں کو چکنا چور کر دیا۔

آیت استخلاف کے مختلف پہلوؤں پر نظر کرنے سے جہاں خلیفۃ اللہ کے صفات اور کمالات کا پتہ لگتا ہے وہاں ان آثار اور ثمرات کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو اس خلافت پر مترتب ہوتے ہیں۔

مثلاً خلیفۃ اللہ کے صفات میں سے پہلی اور لازمی صفت یہ ہے کہ وہ مومن باللہ ہے اور دوسری بات یہ کہ ایمان کا عملی رنگ اس میں موجود ہو جس کے نہ ہونے کی وجہ سے اس زمانہ اور ہر قرن کے انتخابی اور مجوزہ لیڈر نا کامیاب رہا کرتے ہیں انکی باتوں میں خواہ کیسی ہی تاثیر کیوں نہ ہو لیکن اس کا اثر آنی ہوتا ہے اور جیسے کسی ناول یا افسانہ کے پڑھتے وقت دل پر مختلف کیفیتیں گذرتی ہیں اسی طرح پر ایسے لیڈر کی سپیچ یا تقریر سن کر کبھی دل میں جوش اور کبھی رقت پیدا ہوتی ہے لیکن اس کا اثر مستقل اور دیرپا نہیں ہوتا اس کی وجہ صاف ہے کہ صاحب قال کا قال ہی ہے اور حال نہیں۔

برخلاف اس کے خلیفۃ اللہ ہوتا ہی اس وقت ہے جب اس میں ایمان اور ایمان کے ساتھ عمل کا کامل رنگ ہو۔ ایسی حالت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نامراد اور ناکام نہیں رکھتا بلکہ اس کے کام سے اسکی منصب کا ثبوت دیتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے۔

ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم

یعنے یہ دین اسلام جو میں ان کے لئے پسند کر چکا ہوں اس کی اشاعت کی انھیں ضرور ضرور قدرت دونگا کہ حامی دین ہو اور دین ان کے سبب سے قدرت اور مکانت حاصل کرے۔

پھر دوسرا کام ان کا یہ ہوتا ہے۔

ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا

قطع نظر اس بحث اور تحقیق معرفت کے جو اس پیشگوئی میں خلفاء راشدین کی متعلق بیان کئے جا سکتے ہیں عام طور پر جبکہ لالہ منشی رام صاحب تسلیم کرتے ہیں اور جو امر واقعی ہے ایسے خلیفہ کے ممتاز ہونے کے وقت عالم میں سکون اور اطمینان نہیں ہوتا جس کی بڑی وجہ وہی ہے جو کہ لالہ منشی رام بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص لیڈر بنا چاہتا ہے اس وقت ہر فطرت انسانی کا اسی رہنمائی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

ایک حقیقی رہنما اور ہادی کے وجود پر دلیل ہوا کرتا ہے۔ پس جب وہ خلیفۃ اللہ مامور اور ممتاز ہو جاتا ہے تو ایک امن کی زندگی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ وہ مطاع باذن اللہ تسلیم کر لیا جاتا ہے اور جس جس قدر لوگ اس کی طرف آتے جاتے ہیں اور اپنے تمام قضایا اور معاملات میں اسکی حکم کو اپنے لئے ناطق مانتے ہیں اسی قدر امن بڑھتا جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جو خدا تعالیٰ کی کامل اور حکیم کتاب ہے خلافت یا امامت کا یوں فیصلہ فرمایا ہے۔

پس

کوئی شخص اپنے اختیار یا دوسروں کے انتخاب اور مشورہ سے وہ امام یا خلیفہ نہیں ہو سکتا جو دنیا میں امن و سلامتی کا شہزادہ قرار پائے خلاصہ یہ کہ اس وقت بالطبع تمام طبائع اس امر کی مقتضی ہیں کہ کوئی ایسا امام ہو ہر شخص اپنے خیال کے موافق ایک شخص کو نامزد کر سکتا ہے مگر اس طرح پر یہ قضیہ منفصل نہیں ہو سکتا۔

حقیقی امام وہی ہو سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس منصب پر ممتاز کیا ہو اور جو اس منصب کے حسب حال اپنے ساتھ تائیدات اور نصرت کے نشانات رکھتا ہو۔ اور جس نے واقعی ایک قوم پر اپنا ایسا اثر ڈالا ہو۔ کہ اس کے حکم کے سامنے تمام ارادے اور رائیں ہیچ ہو جاویں اور اس کا حکم اور فیصلہ مقدم ہو۔

میں لالہ منشی رام اور اس امید کے خواہشمندوں کو یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ امام برحق آ گیا ہے اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں اور اس کا کلام ثابت کر رہا ہے کہ فی الواقعہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ ضد اور تعصب ایک الگ چیز ہے جو انسان کو قبول حق سے روک دیتی ہے لیکن اگر چشم بصیرت کھلی ہو تو اس امر کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہاں خدا کے فضل اور اس کی توفیق رفیق حال ہو تو چشم بینا بھی تب ہی کھلتی ہے۔ مجھے امید نہیں کہ لالہ منشی رام یا ان کے طرفدار میری اس تحریر پر توجہ کر سکیں لیکن ہو سکتا کہ اس سے بعض سعید الفطرت فائدہ اٹھائیں۔

عیسائیت کا خاتمہ ہوتا ہے

لاہور کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ مغرب کے موجودہ مذہب کو موجودہ تہذیب سے دھکا پہنچنے کا خاص سبب صرف یہ ہے کہ عیسائی مذہب اور سائنس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عیسائی مذہب ہمیشہ سے سائنس کا دشمن رہا ہے کئی ایک سائنس دان شروع شروع میں ہمیشہ اس وجہ سے قتل ہوئے کہ ان کی تحقیقات کا رخ عیسائیت کے مخالف تھا سائنس میں کچھ سچائی تھی سچائی کی آخر فتح ہوئی۔ گرجا و کلیسیا رکھتے ہوئے بھی عیسائی علماء اپنے مذہب سے متنفر ہو رہے ہیں اور سائنس کے نئے ایجادات و اختراعات بدیعات اور تحقیقات روز بروز بائبل کے طفلانہ و مضحکہ خیز روایات کا بطلان کرتی جاتی ہیں سائنس نے عیسائیوں کے رہنے کے لئے نئی دنیا بنائی ہے جس میں عقائد اور علم کے درمیان سخت کشمکش ہے اسکا انجام یہ ہو کر رہیگا کہ کنواری سے پیدا شدہ مسیح کا مذہب کچھ دنوں بعد حرف غلط کی طرح سے مٹ جائیگا اور آخر میں مذہب کی اونامیت اور بھی سختی پیدا کر گئی۔ اس قسم کے آثار یورپ و امریکہ میں نظر آ رہے ہیں۔

یکسر الصلیب اور کیا ہو گا؟

مندرجہ بالا شہادت کوئی پہلی ہی شہادت نہیں جو میں نے شائع کی ہو اس سے پہلے متعدد مرتبہ انھیں کالموں میں عیسائیت کے دم والپسیں کے نظارے میں ناظرین کو اہل یورپ و امریکہ کی آنکھ سے دکھا چکا ہوں۔

یہ زبردست ثبوت ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ وہ آکر کسر صلیب کریگا۔ اس کی روحانیت اور توجہ کا اثر ہے کہ اندر ہی اندر ہی تثلیث عیسویت کو دیمک نے کھا لیا ہے اور وہ وقت بہت ہی قریب ہے کہ وہ دھم سے گر پڑے اور اس کے پرستار حسرت سے ہاتھ اٹھیں۔

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر

کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے؟

آریہ گزٹ عیسائی مذہب کی اس حالت نزع کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے مگر انسان مذہب کے بغیر رہ نہیں سکتا ہم پر بھی دیکھتے ہیں کہ ان میں ویدوں کی تعلیم کا رجحان پایا جاتا ہے ویدک دھرم ہی ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جو سائنس کے ساتھ ظفر اپنے اصول کا اعلان کر سکتا ہے " میری سمجھ میں ویدک دھرم کی عالمگیری نہیں آتی۔ جس مذہب کے اصولوں پر خود اس کے ماننے والے ہی عمل نہیں کر سکتے اور جہاں تکلیف مالا یطاق کا سوال پیدا ہو جاتا ہے وہ عالمگیر اور سائنس کے موافق کیونکر ہو سکتا ہے؟ نیوگ کے مسئلہ کے سلجھانے میں عالمگیر اصول کی خوبی آجتک آریہ سماج نہ بتا سکی کہ کیونکر الف کی بیوی ب سے مباشرت کر کے اولاد پیدا کرے اور وہ اولاد الف کی اولاد سمجھی جاوے۔ دنیا کا کوئی روشن خیال انسان اس بیہودگی کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ضد اور تعصب سے گالیاں دینا اور بات ہے مگر آجتک بارہا ایسا مطالبہ کیا گیا کہ آریہ سماج نیوگ کرنے اور کرانے والے استری پرشوں کی فہرست شائع کرے اور ایسے نیوگ زادوں کا نام پیش کرے تو جواب کچھ نہ ملا۔ اور سالہا سال سے آریہ سماجوں کے جلسے ہوتے ہیں ان کے پروگراموں میں کبھی یہ نہ پڑھا کہ فلاں استری فلاں پرش سے نیوگ کر گئی۔ تا کہ ایسے عملی طریقوں کے اجراء سے سماج کی عملی انتی ہو۔ پھر ایسے مذہب کو جو اخلاقی۔ روحانی اور مجلسی پہلوؤں سے ہزارہا کمزوریوں کا پنجر لاغر ہو عالمگیر کہنا اگر درست ہے تو پھر سب سے زیادہ عالمگیر شاید شاکت مت ہوگا!!!۔

کیا یہ سچ ہے؟

آریہ گزٹ اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ بیجاپور کی تھیاسوفیکل سوسائٹی امریکہ کے قدم بقدم پارلیمنٹ آف ریلیجنز کا جلسہ منعقد کرنا چاہتی ہے آریہ گزٹ کو اگر اس کانفرنس کے تفصیلی حالات معلوم ہیں تو انھیں شائع کرنا چاہیئے۔ کیا عجب اگر کوئی ایسی کانفرنس ہونے والی ہو تو ہندوستان کے لیڈنگ مذاہب کے نامی سرگروہ جلسہ مہوتسو کی طرح اپنے اپنے مذہب کو تہذیب و شائستگی کے ساتھ ریپریزنٹ کر سکیں۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست

یہ امر مسلم ہے کہ مخالف بد اندیش کی نکتہ چین آنکھ ہمیشہ عمدہ سے عمدہ

باتوں کو بھی تاریک پہلو سے دیکھتی ہے اور
پھر اپنے حسد و حقد سے مکدر دماغ میں ان کا
ایک بھونڈا فوٹو اتار کر زبان اور قلم کے ذریعہ
دوسروں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ آریہ
سماج جو کہ مذہبی نہیں بلکہ زیادہ تر پولیٹیکل فرقہ
ہے حضرت عالمگیر اورنگ زیب سے بلاوجہ
عداوت رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ خواہ نخواہ جب
اسے موقع ملتا ہے ان کی شخصیت پر حملہ کرنا
اپنا فرض سمجھتا ہے۔ حال میں جالندھری پرچارک
نے ایک نوٹ میں اورنگ زیب مغفور کے خطوط
کے بعض فقرات کو لیکر ان پر حملہ کیا ہے جو نہایت
ہی شرمناک فعل ہے کسی ایسے شخص پر حملہ
کرنا جو اس عالم سے کوچ کر چکا ہو بڑی تنگ ظرفی
ہے اس لئے کہ اُسے جواب دینے کا موقع نہیں۔
پھر افسوس تو یہ ہے کہ جو امور باعث اعتراض
ٹھہرائے گئے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے ہنر ہیں۔ ان
فقروں سے جو پرچارک نے بڑی محنت سے
کاٹ چھانٹ کر لکھے ہیں حضرت عالمگیر کی انکساری
اور فروتنی کا پتہ لگتا ہے جو شخص اپنی ذات کی
نسبت ایسی بردباری کے خیالات رکھتا
ہو کیا ممکن ہے کہ وہ ان الزامات کا مورد صحیح
ہو جو اسپر شوخی سے پرچارک لگاتا ہے۔ مثلاً
پرچارک ایک فقرہ لکھتا ہے۔

"میں سنسار میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا تھا
اور سوائے انسانی کمزوریوں کے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیجاؤنگا"

یہ فقرہ جس انسان کے قلم سے نکلا ہے صحیح الدماغ
انسان اسے بڑا ہی قابل قدر اور واجب الاحترام
تسلیم کریگا۔ کیونکہ اس میں بشریت کے لوازمات
کا اعتراف پایا جاتا ہے اور نخوت اور تکبر کو پس
پشت ڈالدیا گیا ہے اور اس سے خدا تعالیٰ
کے فضل اور کرم کے لئے روح میں ایک جوش
اور اضطراب کا رنگ پایا جاتا ہے۔
پھر ایک فقرہ لکھا ہے "اگرچہ مجھے پرماتما کی
دیا اور رحمت پر وشواس ہے تاہم جب میں
اپنے کرموں کا خیال کرتا ہوں تو مجھے خوف
دامنگیر ہو جاتا ہے"
یہ فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے
مگر انسانی فضائل سے ناواقف اور ایمان کی
حقیقت اور صفات اللہ کی معرفت سے
محض ناآشنا انسان کو اس سے کیا مزا آسکتا
ہے۔ ہاں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے رحم اور
فضل کی صفات ہی سے منکر ہو وہ الٰہی
دیا اور رحمت پر وشواس کیسے لاسکتا ہے؟
ہے تبھی وہ اس کو کیوں قابل اعتراض قرار نہ
دے — انسانیت کا معراج یہی ہے
جو اس فقرہ میں حضرت عالمگیر نے بیان کیا ہے
اور خدا کے فضل کا یقین اور اس کی صفات
کا حیا یہی دو امر ہیں جو انسان کو خدا کی طرف
کشاں کشاں لئے جاتے ہیں اور بدیوں سے بچاتے
ہیں مگر خدا تعالیٰ کو عضو معطل کی طرح ماننے
والا احمق کب اس نکتہ معرفت سے سرشار
ہو سکتا ہے۔ ان باتوں پر نظر کرکے یہ کہنا بالکل
صحیح ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

حضرت مسیح موعودؑ ایک ہندو رسالہ میں

سرستی نام ایک معزز رسالہ ہندی زبان
میں انڈین پریس الہ آباد سے نکلتا ہے
اسکے اکتوبر ۱۹۰۶ء کے نمبر میں اعلیٰ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک
آرٹیکل مہندر لال کے قلم سے چھپا
ہے جسکا ترجمہ خصوصیت سے بنی الحکم
کے ناظرین کے لئے چھاپنا مناسب سمجھتا
ہوں۔ سرستی نے فی الحقیقت بڑی
عالی ظرفی اور فراخدلی سے کام لیا ہے
کہ اُس نے حضرت اقدسؑ کے متعلق
مضمون کو چھاپدیا اور اسکے لکھنے والے
نے جو ہندو ہے نہایت بے تعصبی سے اصل
واقعات کو پیش کیا ہے جسکے لئے میں
حق پسندوں کی طرف سے انکا شکر گزار
ہوں میرا خیال ہے کہ سرستی کا یہ آرٹیکل
بہت لوگوں کے لئے مفید اور مؤثر ہوگا
خدا کرے ایسا ہی ہو —— ایڈیٹر

مرزا غلام احمدؑ قادیانی

ہندو دھرم پر چلنے والوں کا وشواش
(یقین) ہے کہ سخت کل یگ (فیج اعوج)
کے آنے پر شری بھگوان کلگی اوتار لیکر سنسار
(دنیا) کو سیدھے رستہ پر چلانے کے واسطے
آئینگے۔
پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ
کے قادیان نام گاؤں کے رہنے والے حضرت
مرزا غلام احمد صاحب یقین دلاتے ہیں کہ
دھرم پستکوں (مذہبی کتابوں) میں جیسا کہ
اوتار کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے
انوسار (موافق) وہ اس دنیا میں پرگٹ ہوئے
ہیں جو لوگ ان کی سکشا (تعلیم) پر چلیں گے
وہ ابدی بہشت حاصل کریں گے اسی طرح عیسائی انکا
جو اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح پھر آویں گے ان کو
چاہیئے کہ اب کسی اور مسیح کے آنے کی باٹ
(راہ) نہ دیکھیں۔ حضرت ہی کو مسیح سمجھکر
اُن پر بشواس (یقین) لاویں۔
سب سے زیادہ زور ان کا مسلمانوں پر ہے
مرزا صاحب یقین دلاتے ہیں کہ جو کوئی قرآن پر
ایمان رکھتے ہیں اُن کو جاننا چاہیئے کہ جس مہدی
کی سنسار میں آنے کی پیشگوئی قرآن میں کہی
گئی ہے اور جو شرطیں کی گئی ہیں ان سب باتوں
کو انھوں نے پورا کیا ہے ایک وقت تھا کہ انکو
کوئی بھی نہیں جانتا تھا ۱۸۸۰ء میں ان کو پرمیشر
نے اپنا اچھیا (منشا) ظاہر کرنے کے لئے چنا۔
ابتدا میں ان کو خبر دیگئی کہ ان کے پاس اچھے لوگ
چاروں طرف سے آویں گے (یاتون من کل
فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے ایڈیٹر)
مرزا صاحب ان کے لئے سامان کریں ان کی
بہتایت سے گھبراویں نہیں (لا تصعر لخلق اللہ
ولا تسئم من الناس والی پیشگوئی کا اشارہ
ہے ایڈیٹر) ۱۸۸۸ء میں مرید بنانے کی ریت
چلی اور احمدی جماعت کا سلسلہ آرمبھ (شروع)
ہوا۔ ۱۸۹۱ء میں عیسیٰ ہونے کا وگیاپن (اعلان)
دیا گیا۔ اس کا بڑا اختلاف ہوا۔ ان کی دیکھا
دیکھی سیالکوٹ کے چراغدین نامی ایک
مسلمان نے بھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا جسکے
لئے مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی کہ وہ بہت
بُری طرح مارا جاویگا جسکے موافق اس کی
موت پلیگ سے ہوگی۔
(یہ واقعہ تو بالکل صحیح ہے لیکن بخیال اصلاح
وتوضیح اسپر اتنا استزاد کرنا ضروری ہے کہ
چراغدین جموں کا رہنے والا تھا اور اس کے
لئے حضرت اقدسؑ نے پیشگوئی میں صاف
طور پر لکھدیا تھا کہ وہ طاعون سے ہلاک
ہوگا۔ چنانچہ جب اس نے مخالفت کا علم بلند
کیا اور حضرت حجۃ اللہ کی مخالفت میں بے
باکی سے قلم اُٹھایا بلکہ حضرت اقدسؑ کی ہلاکت
کے لئے دعا مانگی اور مباہلہ کیا کہ کاذب کو خدا
طاعون سے ہلاک کرے وہ اپنے خیال اور یقین
سے حضرت اقدسؑ کو معاذ اللہ کاذب سمجھتا
تھا خدا تعالیٰ نے اپنے جلال کے لئے یہ کرشمہ
دکھایا کہ خود اُسی کو ہلاک کیا جس سے ثابت
ہو گیا کہ وہ کاذب تھا اور حضرت اقدسؑ
کو صحیح سلامت رکھا چنانچہ ابھی وہ کتاب
کو تمام و کمال چھپکر دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ
نہایت سختی سے پلیگ سے ہلاک ہوا۔ اور
حضرت کی سچائی پر مُہر کر گیا۔ اسکے اس مباہلہ
کا عکس کتاب حقیقۃ الوحی میں چھاپے
جانے کی تجویز ہے — ایڈیٹر)
یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ جب مہدی آویگا
تب چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے
میں گرہن ہوگا (مہدی موعود کا یہ نشان قرآن
کریم میں اشارۃ النص کے طور پر آیا ہے اور
حدیث صحیح میں کھُلے طور پر بیان کیا گیا
ہے ایڈیٹر)
چنانچہ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں ۱۳ تاریخ
کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہوکر
یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔
امرتسر کے ایک پادری نے حضرتؐ کی
نندیا کی (حضرت سے مراد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں ایڈیٹر) ۱۵ مہینے کے اندر
اس کے مر جانے کی پیشگوئی کی گئی مگر پادری
نے اپنے کرتویہ (فعل) پر اپنے ہردے میں بڑی پشچا
تاپ (توبہ) کی اس سبب سے وہ موت کی
پنجہ سے بچ گیا مگر جب عیسائیوں نے قسم کھلا کر
اس سے یہ بات پوچھی تو اُس نے پشچا تاپ
کرنے سے انکار کیا — (اصل بات یہ ہے کہ
آتھم عیسائی نے پندرہ مہینے کے اندر پیشگوئی کے
موافق رجوع الی الحق کی شرط سے فائدہ اُٹھایا
لیکن جب اس حق کو اسنے چھپایا اور باوجودیکہ
اس کو قسم کھانے کے لئے حضرت اقدسؑ نے
بلایا اور چار ہزار روپیہ انعام بھی دینا چاہا
کہ اگر وہ یہ قسم کھائے کہ میں نے اس پیشگوئی
سے ڈر کر رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور ایک سال
کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اور اگر فوت نہ ہو
تو چار ہزار روپیہ انعام لے مگر وہ قسم کے لئے نہ
آیا اور یوں حق پوشی کے جرم کا مرتکب ہوا
تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اسے ہلاک کر دیا
ایڈیٹر) اور جلدی ہی مر گیا۔
پلیگ (طاعون) کا اس ملک میں آنا سب سے
پہلے مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں
ظاہر کیا۔ یہ ۱۸۹۷ء کی بات ہے اور اس کا
(طاعون کا) عالمگیر ہونا ان کو ۱۸۹۸ء میں
معلوم ہوا۔ پنجاب آریہ سماج کے پنڈت لیکھرام
کا مارا جانا کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ پنڈت جی
مرزا صاحب سے بات چیت (مباحثہ) کرنے
کے لیے خود قادیان گئے تھے وہیں ان کی موت
کا وقت ان کو بتایا گیا (اصل یہ ہے کہ قادیان
میں آکر انھوں نے حضرت اقدسؑ سے نشان
مانگا تھا۔ جسپر حضرت اقدسؑ نے اس کی تحریری
اجازت لیکر اسکے متعلق وہ پیشگوئی شائع

کی جس میں اس کی موت صورت موت اور وقت موت سب کچھ بتا دیا گیا تھا (ایڈیٹر)

جو اتنا سچ نکلا کہ قاتل کا پتہ لگانے کے لئے مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی ہوئی۔ براہین احمدیہ میں سوامی دیانند سرستی کی موت کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا وہ بھی ٹھیک نکلا۔ ان سب نشانات کو دیکھ کر ان کے مسلمان انپر ایمان لائے ہیں آجکل ان کے سماج (سلسلہ) میں تین لاکھ آدمی ہیں وہ افغانستان افریقہ عرب۔ ایران۔ اسٹریلیا۔ سٹریٹ سٹیلمنٹ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی سوانح عمری اپنے آپ لکھی ہے اور اپنے پُرکھوں (اجداد) کا برتانت (حال) لکھتے ہوئے انکو قندہار (اصل سمرقند ہے ایڈیٹر) کا مغل بتایا ہے ہندوستان آکر انہوں نے اسلام پور نام گاؤں بسایا جس کا اصل نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ یہ جگہ لاہور سے ۵۰ کوس کے فاصلہ پر شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی گاؤں کا نام قادیان ہو گیا ہے مغل لوگ اسرائیلی خاندان کے ہیں اور اسی بنش میں عیسٰی کا ہونا بتایا جاتا ہے مرزا صاحب نے تحقیق کیا ہے کہ کشمیری اور افغان قدیم اسرائیلی خاندان ہی کے لوگ ہیں مرزا صاحب کا جنم ۱۸۳۹-۴۰ء میں ہوا تھا اس سمے ان کا خاندان بہت غریب ہو گیا تھا سکھوں نے ان کی بہت سی پرانی جائداد برباد کروالی تھی۔ جسکے حاصل کرنے کے لئے ان کے پتا (والد صاحب) کو بڑے مقدمے لڑنے پڑے ان کے جنم سے ان کے سابق خاندان کا نئے سر سے نام ہوگا اور ایسی عزت بڑھیگی کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت لینگے۔

بچپن میں انھوں نے اچھے اچھے مولویوں سے فارسی اور عربی پڑھی باپ سے انھوں نے حکمت پڑھی بڑے ہو کر زمینداری کے کاروبار میں پتا کو سہارا دیا اور پتا کی اجازت سے کچھ انگریزی سرکار کی نوکری بھی کی انھیں دنوں ان کو یہ معلوم ہوا کہ نوکری پیشہ لوگ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔

ان کی تمام دلی خواہشیں حرام یا حلال مال حاصل کرنے ہی تک محدود ہیں بہتیرے تکبر بدچلنی بددینی کی لاپرواہی اور طرح طرح کے اخلاق رزیلہ میں شیطان کے بھائی ہیں اس لئے نوکری چھوڑ کر آپ پھر زمینداری کے کام میں لگے مگر اپنا بہت سا وقت قرآن شریف کے پڑھنے میں صرف کرتے تھے انھیں دنوں

ان کے پتا نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے گھر بڑے ٹھاٹ باٹ (شان وشوکت) سے آئے ہیں۔ پتا نے آپ کو نذر دینے کے لئے ایک روپیہ نکالا مگر وہ کھوٹا نکلا اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ دنیاداری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت کھوٹے روپیہ کی سی ہے ان کے پتا نے اپنی عمر مقدمے لڑنے میں ہی کاٹی تھی اس سے ان کو اپنے جیون کا بے ارتھ (ضائع) جانا بہت افسوس اور غم کا باعث ہو گیا۔ اسی بچار سے انھوں نے ایک مسجد بنوائی اور یونہی وہ پوری ہوئی تو نہی ان کا دیہانت (انتقال) ہو گیا اسی مسجد میں ان کی اچھیا انوسار (مرضی کے موافق) بتائی ہوئی جگہ پر ان کی قبر بنائی گئی۔ پتا کے مرنے کے دن ہی حضرت کو پہلا الہام ہوا جس کا ارتھ یہ تھا کہ آج سورج است (غروب آفتاب) پیچھے پتا کا انتقال ہوگا۔ اور ویسا ہی ہوا۔ جب انھیں دنیا کے آدمیوں کی طرح پتا کے مرجانے کا سوچ ہوا۔ تب دوسرا الہام ہوا جس کا یہ مطلب تھا کہ کیا ایک پرانی کے لئے پرمیشر کافی نہیں ہے۔ اس الہام سے انھیں ایسی تسلی ہوئی کہ بیان نہیں کی جاتی یہ الہام ایک نگینہ پر کھدوا کر اس کی ایک انگشتری انھوں نے بنوالی۔ مرزا صاحب ابتدا ہی سے پرماتما کے بڑے بھگت ہیں ان کا یقین ہے کہ ان سے ایشر کی بھی بڑی محبت ہے ایک مرتبہ انھیں خواب میں ایک مہاتما نے اپدیش دیا کہ پوتر لوگوں کو روزے رکھنا بڑی ضروری بات ہے مرزا صاحب نے اسکے موافق روزوں کا رکھنا شروع کیا مگر دکھاوٹ کے لئے نہیں ان کا قاعدہ تھا کہ گھر سے کھانا منگوا کر چپ چاپ کسی اناتھ (یتیم) کو دیدیتے رات کو ایک بار کھانا کھاتے تھے اس کو بھی آپ نے گھٹانا شروع کر دیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ رات دن میں ہی تولے روٹی کھاتے تھے اس پر بھی انھیں کچھ کشٹ (تکلیف) نہیں ہوا۔ ان کے آتمک (روحانی) بچار بہت بڑھ گئے اور حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار انھیں جاگتے ہوئے دکھائی دیا اس روپ کا برنن کرنا کٹھن ہے کیونکہ دنیا کی آنکھ نے یہ دور ہے نو دس مہینے اسی طرح گذرے۔ اس کا پھل انھیں یہ ملا۔ کہ بھوک پیاس بش (قابو) میں ہو گئی ایک موٹا پہلوان بھی ان کے برابر بھوکا نہیں رہ سکتا۔

تیرھویں صدی گذر نے پر جب چودھویں صدی لگی تب یہ جگیا ہوا کہ مرزا صاحب کو ملا (یعنے یہ الہام ہوا ایڈیٹر)۔ کہ الیشوری نے تجھ قرآن سکھلایا ہے اور اسکے اصل تتو (صحیح مطلب) تجھ پر کھولدیا ہے یہ اس لئے ہوا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جو پشت در پشت سے غفلت اور غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس سے وہ راہ راست پر آجاوینگے انکو کہدے کہ میں پرمیشر کی طرف سے لوگوں کی طرف مقرر کیا گیا ہوں۔

یہ بچن براہین احمدیہ نام کی پستک (کتاب) میں چھاپا گیا ۲۵ برس ہوئے جب (اب تو چھبیس سے زیادہ ہوئے ایڈیٹر) مرزا صاحب نے اس کتاب کو شائع کیا تھا۔

ان کے سلسلے میں سیدھے سادھے بھولے مسلمان ہی نہیں بلکہ کتنے ہی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ڈپٹی کلکٹر۔ تحصیلدار۔ اسسٹنٹ سرجن ہاسپٹل اسسٹنٹ وغیرہ اور کئی رئیس۔ جاگیردار۔ علاقہ دار۔ اور نوابوں کی اولاد ہیں۔ اور کتنے ہی منش (انسان) جو پہلے بُرے چال چلن کے تھے ان کے اپدیش (نصیحت) سے نیک بن گئے ہیں مرزا صاحب انگریزی سرکار کے بڑے خیرخواہ ہیں مسلمانوں میں کافروں کے ارنے کے لئے جو جہاد کرنے کی بات ہے اس کا یہ کھنڈن (رد) کرتے ہیں اپنے پیغمبر ہونے کے وشے میں لکھتے ہیں۔

خدا میرے پر تجلی فرما ہوا۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں مجھ سے اس نے کہا کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو تو انھیں کہدے کہ اسکے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔

دعائیں قبول ہوتی ہیں پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں ان باتوں میں کوئی تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ نشان مجھ کو اس لئے دیئے گئے ہیں جن سے میں اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جسکی طرف ایک دن ہر ایک کو جانا ہے۔ آجکل جو بار بار زلزلے آ رہے ہیں ان کا آنا بھی مرزا صاحب نے بہت پہلے سے کہا ہے ان کو پرمیشر سے جو بچن ملتا ہے انھیں یہ اپنے اخباروں میں چھپوا دیتے ہیں قادیان سے بدر۔ الحکم۔ دنیا کے مذاہب پر نظر اردو میں اور انگریزی میں ریویو آف ریلیجنز چار اخبار نکلتے ہیں (ایڈیٹر اب تو سات ہیں)۔

حضرت نے ابھی حال میں ایک تجویز یہ نکالی ہے کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بنائی جاوے جہاں دھرماتما (صلحاء) لوگ مرنے کے بعد دفن ہوں اسکا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا ہے۔ مرنے کے بعد یہاں دفن ہونے کی خواہش کرنے والوں کو اپنی جائداد کا دسواں حصہ سرکار میں مقبرہ کے نام لکھوا دینا چاہیئے۔ (اصل یہ ہے کہ یہ حصہ مقبرہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اشاعت اسلام اس کی غرض ہے ایڈیٹر)۔ غریب احباب مفت جگہ پائینگے آجکل قادیان میں حضرت کے درشن کو بہت سے یاتری جاتے ہیں ان کے لئے ایک لنگر خانہ کھلا ہوا ہے جہاں سب کو بھوجن ملتا ہے۔ مرزا صاحب کی تصویر امریکہ تک کے اخباروں میں چھپ چکی ہے میں آگرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا بہت دھنباد (شکریہ) ادا کرتا ہوں آپ ہی سے پہلے پہل حضرت کا نام سنا تھا۔ تب سے میں برابر حضرت مرزا صاحب کی بانیوں (تقریریں) کو بڑی محبت سے پڑھا کرتا ہوں۔

(مہندر لال)

امرتسری منکر ثناء اللہ کو دعوت

(پہلے سلسلے میں)

عیسیٰ بن کے آئیں گے عیسیٰ
کس خطا پر کیا ادھے سے معزول
ہوگئے مرفوع کیوں گر آئیں گی
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
گر مسیح آگیا مدینہ میں -
تب بھی انکار اُسکا جائز ہی -
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
ایک کاتب تھا وحی قرآن کا
ان عقاید سے مولوی فاضل
ہر صدی کے سر پہ اُمت میں
ہر صدی کا تو آگیا سارا
ہے پہاڑوں میں یا بیاباں میں
سن نصیحت میری ذرا غافل
اجر دارین میں ملے گا نیک
کھل گیا کہ میرزا صاحب
پر محمدی خبط کیا سمایا ہے
ہے وفات اور قتل الٰہی بات
لمذ آیا نہ آئے بیچارے
انتظار رسول اسرائیل
ہے خدا اُسکا حافظ و ناصر
غزنوی۔ تو بڑی و لاہوری
جز ندامت نہ تاکفے آئیگا

اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
کیوں نبوت سے ہوگیا بیکار
کیوں وہ خادم بنا جو تھا مختار
وہ رسالت سے ہوگیا نادار
ہست جائز ترا از و انکار
اُسکا منکر نہ ہوگا از کفار
کرد ایجاد ہرقل بدکار
ہوگئے مُرتد وہ مرگیا عیار
تمکو لازم ہے کرنا استغفار
اک مجدد آئیگا بر سر کار
سال گذری ہیں اک بست و چہار
ہم نے اُسکا سنا نہ شور و پکار
ہوگئے خالی زکین و استکبار
جو کہ ہونگے مسیح کے انصار
بنینگے اسلام کے سپہ سالار
کیوں یہود انکا تو ہی رشتہ دار
فرق دونوں میں کچھ نہیں زنہار
ہاں لے میرا کہنا برخوردار
ہے عبث اور فضول اور بیکار
باغ میں اُسکے آرہی ہے بہار
مُنہ کی سب کھا کے ہونگے مسمار
کچھ ترے اے ایڈیٹر اخبار

اُمتی کیوں بنایا عیسیٰ کو
امتی سے نبی تو بنتے تھے
کیا فضیلت رہیگی پھر اُس میں
خوب سمجھا تو اے ثناء اللہ
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
وہ نبی اور رسول صادق ہے
اس ہی منہاج پر محمد کو
آیت ارتداد کی تفسیر
اک حدیث اور مجھکو یاد آئی
ہے مجدد صدی چہار دہم
ابتلک کچھ پتہ مجدد کا
یا پتہ ہم کو دو مجدد کا؟
چھوڑ دے ضد کو اپنی بہر خدا
آسمان و زمین نے مل کر
اُسکے دشمن رہینگے سب ناکام
ظاہر آنکھ کان کے ہوتے
کیا نہیں تیرے سینے میں وہ دل
مشفقانہ میری نصیحت ہے
آنیوالا تو آچکا ناداں
دشمن اُس کے ہوئے سبھی عاجز
تو بھلا اب مخالفت کرکے
میں ہوں وہ تیرا مشفق ناصح

ہے فضیلت کی کیا یہی دستار
اسکے بر عکس ہے خدا کی مار
جبکہ ہوگا وہ امتی لاچار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہوگا نازل اگر سر مینار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
دے پرکھ ہے اگر دیانت دار
دیکھ اور مرتدوں کی سب اخبار
ہے جو از قول احمد مختار
روم کا ہل بنا کہ در فتنہ کار
کب ہوا ہے کسی کے گوش گذار
یا کرو اس حدیث سے انکار
بن مسیحا کا دل سے خدمتگار
دی گواہی مسیح کی صد بار
میرزا سے خدا کا ہے اقرار
کیوں نصارے کی چل پڑا رفتار
جس سے سمجھے تو نہیں اے دیندار
ہوں ترا دل سے میں ترا غمخوار
کھل گیا صدق اُسکا صد بار
تھک گئی مرضی ہوئی فی النار
کون ہی بات دیگا اُسکی بگاڑ
جس نے دہلی میں تھا کہا یہ پکار

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۴۴ مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے "مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا مستبعد تھا۔ جیسا ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے" سوال نمبر ۴۴ کا جواب بجواب مفصل ہم نے بذریعہ رسالہ المنصور دہلی بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء پورے ۴۰ صفحہ کا بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس بھیجا تھا۔ مگر اُس کے جواب سے فرار بصورت انکار اخبار مورخہ ۴ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا "مرزائیوں سے وفات مسیح کے متعلق مباحثہ کرنا بالکل بے سود اور تضیع اوقات ہے۔ اس لئے جواب نہیں دیا" انتہی بلفظہٖ صفحہ اول کالم ۲ کا حاشیہ۔

فاضل صاحب نے باوجود فضیل مفسر قرآن ہونے کے لفظ رفع عموماً اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کئے۔ جبھی تو غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کیا بلکہ ضرور پسر نوح علیہ السلام کو جسکے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہونگے۔ اور "عمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ "عمل غیر صالح یرفعہ" کا بھی عقیدہ ہو۔ اور غیر صالحین کیواسطے جو "لا تفتح لہم ابواب السماء" آیا ہے اُس کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے - تفتح لہم ابواب السماء۔

؎ تیرا یہ وسوسہ ہے شیطان کے مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر باطل ہے

نوٹ ۲ اسی جواب نمبر ۴۴ میں آپنے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسیٰ اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی تھے مگر بوقت نزول اُمتی ہونگے اور قیامت کو بھی نبی ہونگے اور اُمت محمدیہ کا فخر بھی اُن کو حاصل ہوگا" براہ مہربانی فاضل مفسر مندرجہ ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرما کر ماجور ہوویں۔ اپنا اجتہاد و قیاس نہ کلام میں لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ مسیح ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ سے جو اُمتی ہونیکا ہے یا مفضول؟

(۲) اگر افضل ہے تو افضل سے اسفل کی طرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہوئی یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اُسکے خاتمہ پر ہوگا یعنے جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اُسی پر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبداللہ اتانی الکتب و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا این ما کنت ۔ سے کیا مراد ہے؟

؎ عمل چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں" امرتسری درافشانی فرماتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئیگا جو جگہ اُس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو مترشح ہو گیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا..... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار مفوضہ بھی کر دکھائیگا تاہم اُس کا منکر کافر نہ ہوگا" کیا شاباش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہونا ہے۔ بلا سے کافر بننا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں ماننا)

✻ "مجھ سے پوچھے تو میں اُس شخص کو بھی کافر نہ کہوں گا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اُس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ تکبر و استکبار سے" (مولانا وہ شرعی وجہ جو دہ باغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہوانی کی سی ہو۔

؎ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس میں نہیں شک تو ہے نصاریٰ کا برادر
بے شک ہیں تیرے کام یہودوں کے برابر

نوٹ ۲ اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی "کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں" ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ اُن کے اصحاب میں سے دین کو خراب جانکر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو۔ اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں۔ ہم بھی فاضل حدیث داں سے پوچھتے ہیں کہ۔ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟۔ زیر آیت ارتداد پارہ ۶ رکوع ۱۲ ۔ مرتدین کے حالات تفسیر دُر منثور میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لا کر تصدیق کرکے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟

؎ کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعوئی ثنائی بھی کیا حجت سری ہے

ہے یہ اک جلسۂ مسلمانان
نام قاسم علی ہے سُن میرا
اسکے سب دوستوں کا ہوں میں غلام
اے خداوند ذوالجلال و کرم
رحمت و فضل تو ہی خواہم
منکران مسیح و مہدی کو
لکھ چکا جب میں دعوت منظوم
چھید ڈالے ہیں سینہ ہائے عدو
اور کر التجا کہ اے مہدی
اور دعا کیجیے میرے حق میں
میں تو تھا ایک امی و جاہل
اے مسیح زماں خبر لیجے
ایک ادنیٰ غلام ہوں تیرا
مجھکو بلوائیے حضوری میں
رہنا دہلی کا خوش نہیں مجھکو
کار دنیا میں ہیں سبھی مشغول
کوئی مجمع یہاں نہیں ایسا
دیندار ول میں بغض و کین انکو
ورنہ گندم نما بزرگوں نے
میرا ناچیز ہدیہ ہو یہ قبول
امر ربی کا وعدہ ہے نزدیک
اس دعا پر میں ختم کرتا ہوں

عیسوی دین کا یہاں اظہار
گو ہوں ناچیز ذرہ بے مقدار
جس قدر ہیں مہاجر و انصار
اے توانا و قادر و ستار
میکنم از ذنوب استغفار
اپنی قدرت سے جلد کر ہشیار
ہاتف غیب نے کہا یہ پکار
تیرے خنجر ہوئے جگر سے پار
ہے تخلص مجھے کوئی درکار
بخشدے مجھکو ایزد غفار
ہیں دعا کی یہ تیری سب آثار
تیری فرقت نے کر دیا بیمار
صدق دل سے ہوں تیرا عاشق زار
تاکہ حاضر رہوں سر دربار
تیرے کوچے کی ہی ہوا درکار
کیا فقیر اور کیا غنی زردار
جس میں ہوں متقی فقط دو چار
دوست انکی ہیں خاص دنیادار
چہرہ اسلام کا دیا تھا بگاڑ
از برائے محمد مختار
تیری نصرت کا ہوگا اب اظہار
ہے خدا تو ہمارا چارہ کار
ہر بلا سے بچا تو قاسم کو

کس لئے کرتا ہے یہ نابینا
دل سے ہوں خادم مسیح زماں
احمدی ہوں بفضل ایزد پاک
کردہ ام بیعت مسیح زمانی
ربنا لاتزغ ہو قلب مرا
اُن کو آنکھیں ہیں اور دل بھی ہے
کام حسانؓ کا کیا تو نے
اب مسیحا کے سامنے جاکر
مجھکو اپنی زبان سے مولیٰ
میری تائید روح پاک کرے
میرے اعمال بخش سب تیرے
ہوں پڑا در آستانے سے
لاکھ مجھ جیسے تیرے چاکر ہیں
درد فرقت بھلا سہوں کب تک
حال دہلی کا کیا بیان کروں
جانب دین سے ہوئے غافل
ہر طرف ہیں اُن کا مجمع ہے
تو مسیح زماں بنا جب سے
کر دیا تجھکو آج قادر نے
جو نہیں مانتے تجھے منکر
سن لے اے منکر مسیح زماں
آگ ان کا شدید اب بھلا
وقنا ربنا عذاب النار

جو نصاری کا ہے تعلق دار
مال اور جان سے ہوں بے تار
ہے دعا میری رب سے لیل و نہار
تو بریں عہد ہستوارم دار
کن وفاتم بزمرۂ ابرار
جس سے وہ سمجھیں فرق نور اور نار
تیر کا کام کرتے ہیں اشعار
یہ عریضہ بطور تحفہ گذار
کیجیے سرفراز اے سردار
جس سے کر لوں تیرے دشمنوں کو مار
کر دیا تو نے مجھکو نیکو کار
ہجر سے ہو گیا ہوں زار و نزار
لیک میں بھی ہوں ایک خدمتگار
تابکے مبتلائے این آزار
کوئی آتا نہیں نظر دیندار
جان بیٹھے کہ دین ہے بیکار
عیش دنیا میں ہیں رندان شرشار
بخت اسلام کے ہوئے بیدار
اس زمانہ کا ہے بدالاسرار
سخت پچھتائینگے وہ آخر کار
باش چندے و جمع خاطر دار
جس سے ہو جائے فیصلہ یکبار

نوٹ سلہ حقیقت دان فاضل لکھتا ہے کہ۔ مرزا اور مرزائیوں کا عقیدہ وفات مسیح نصاریٰ کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ بھی تو موت ہی کے قائل ہیں ایسے ہی مرزا کی وفات کے قائل ہیں۔ اس عقیدہ سے بھلا کہیں کسر صلیب ہوتی ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۹ کالم اول پر کتاب موازنۃ الحقائق کا ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مسیح کی موت کے مسئلہ سے تو عیسائیوں کی ایک گونہ تائید ہے بھلا موت سے اُن پر فتح ہو سکتی ہے جبکہ خود انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے چلا کر جان دی پھر بتاؤ موت کا مسئلہ عیسائیوں کی تائید ہے یا تردید" انتہی ملخصاً سبحان اللہ۔ اس فہم و فراست پر دعوی علم و فضل اور مولوی فاضل مفسر قرآن و اہلحدیث و غیرہ و غیرہ۔ اس دشمن عقل سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ امر ثابت کر دیا جاوے جیسا کہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح صلیبی موت سے نہیں طبعی موت سے جسکو وفات کہتے ہیں مرا ہے اور زمین میں دفن ہے تو اس سے عیسائیوں اور یہودیوں کی اور پرانوں کی تردید ہوتی ہے یا تائید۔ براہ مہربانی فاضل صاحب مندرجہ ذیل سوالات کا جواب بھی عطا فرما کر اپنی تائید کریں۔
الف۔ قتل بالصلیب اور موت طبعی میں کچھ فرق ہے یا دونوں برابر ہیں؟
ب۔ یہودیوں عیسائیوں کا دعوی قتل بالصلیب مسیح علیہ السلام کی بابت ہے یا موت طبعی کا؟
ج۔ مرزا صاحب علیہ السلام اور آپ کی پاک جماعت قتل بالصلیب کے منکر اور موت طبعی کی قائل ہے یا اسکی خلاف؟
د۔ اگر قتل بالصلیب کی نفی ہوکر موت طبعی ثابت ہو جاوے تو عیسائیوں کا کفارہ جسپر بنیاد مذہب ہے اور یہودیوں کی تکذیب کی جو باعث انکار مسیح علیہ السلام ہوئی تائید ہوگی یا بیخ دین سے اکھڑ جاوےگا۔
سنہ ۲ واقعہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو ایک جلسہ بتقریب افتتاح مدرسۃ القرآن دہلی زینت محل میں ہوا جس میں مولوی فاضل بھی مدعو کئے گئے تھے سکرٹری جلسہ مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی کی جانب سے پروگرام جلسہ جو شایع ہوا تو اس میں ایک نوٹ درج تھا کہ۔ اس جلسہ میں ہر شخص تشریف لا سکتا ہے کوئی امر کسی کے خلاف دل آزار یا دل شکن نہ ہوگا۔ اسواسطے نیازمند احمدی بھی اِن جلسوں میں جو تین یوم تک ہوتے رہے موجود تھا۔ امرتسری فاضل کا لیکچر تیسرے دن کیلئے مخصوص تھا سے میں قبل از وقت چلا گیا تھا۔ اس جلسہ میں پادری احمد مسیح نابینا واعظ ایس۔ پی۔ جی مشن بعد انکے ممبران کمیٹی کے بھی مدعو کئے گئے تھے احمد مسیح کا ذکر بھی بغرض ریویو کتاب تحفہ

آریہ سماج مصنفہ شیخ عبدالعزیز پروگرام میں درج تھا اس کام کیلئے اپنے وقت پر نابینا صاحب کرسی کے اوپر جو مسیح پر آئے گئے تو آپ نے بجائے ریویو کتاب کے کچھ ذکر کفارہ مسیح و موت صلیبی کا شروع کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر بالفاظ دیگر کرنے لگے تو نیازمند نے فوراً صدر انجمن صاحب کو جو کہ حافظ نذیر احمد صاحب مترجم قرآن کے خلف الرشید تھے مخاطب کر کے عرض کیا کہ جلسہ اسلامی ہے اس میں اشاعت مذہب صلیبی کیوں کیجاتی ہے نیز احمد مسیح صرف ایک کتاب پر ریویو کرنے کی غرض سے کھڑا ہوا ہے برخلاف اپنے منصب کے اور خلاف نوٹ پروگرام کے کیوں سلسلہ عالیہ کا ذکر کیا جاتا ہے کیا بغیر اجازت چیئرمین صاحب اسکو حق حاصل ہے کہ اصل مدعا چھوڑ کر غیر متعلق باتوں کا تذکرہ کرے۔ احمد مسیح نابینا نے کہا کہ میں تمہارے روکنے سے ہرگز نہیں باز آؤنگا اور تمہارا کوئی حق نہیں کہ یہاں مجھکو مانع ہو کسی تقریر سے۔ مگر خدا کی قدرت میری سلطنت ہے جب سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے بیان کی تائید کی جسکا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر یہ تائید اس حالت میں کوئی شخص جبکہ آپکو یہ معلوم نہ تھا کہ متکلم اور مانع کون شخص ہے اگر آپ کو یہ ظاہر ہو جاتا کہ قاسم علی احمدی ہے تو شاید آپ چپ ہی رہتے خیر کچھ بھی ہوا مگر حسب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ آپ میری تائید میں کہ اٹھ کر میری آپکی

تائید کرتا ہوں بیشک حافظ صاحب کو کوئی حق خلاف پروگرام انکی مفصل کی بغیر اجازت صدر انجمن صاحب حاصل نہیں اور میرے تو مولوی صاحب کے کان میں پہلے ہی یہ عرض کیا تھا کہ یہ طرز بیان نابینا صاحب کا اچھا نہیں ہے اسکے بعد چیئرمین صاحب و سکریٹری صاحب جلسہ و دیگر حضرات نے بھی میری تائید کی اور احمد مسیح کو کوئی بیان نہ کرنے دیا۔ ریویو کتاب تحفہ آریہ سماج کی رہ گیا۔ اسپر ہو گیا نابینا اور اسکے میران کمیٹی کی ذلت ہوئی ناگفتہ بہ ہو کہ بیچارہ نابینا سے ایک بات بھی اسپر ریویو کے متعلق صحیح طور پر منہ سے ہوئی دو بجے سے منہ سے نکلتی تھی۔ ذلک فضل اللہ۔ اسکے بعد مولوی فاضل صاحب کا مولویانہ وعظ شروع ہوا جو گفتہ [illegible] گفتہ رہ گیا کسی حالت میں مشغلہ یہ نہ تھا۔ بالکل موقع پر اسکو دنیادار جو غلطیوں کی ہوتی ہیں انہیں ... زیادہ ہو کر سے ہونا اپنا تحریری مذاق معلوم ہونگے۔ بعد تقریری انداز بھی ہو گیا۔ احمد مسیح کی حالت سے سبق حاصل کرتے آپ نے سلسلہ عالیہ کا کوئی ذکر نہیں فرمایا جسکی بابت گنجائش بھی گیا ہے کہ دنیا آپ سے وعدہ خدا کا کر کہ ضرور بضرور تردید مرزائیوں کی کرونگا۔ مگر اس عدم ذکر کی بابت بھی آپ مستحق شکریہ ... آپ نے اسکو جہیز طور پر اسید اختتام جلسہ پر سالانہ رفیق جلسہ پادری احمد مسیح نابینا آپ نے اس خیال مندرجہ سے بھی شناسائی حاصل کر کے اسمیں ظاہر کیا کہ نابینا والا شناطرہ میں نے نہ دیکھا۔ اور نابینا ذریعہ کی کہ اشتہارات مباہلہ جو بابت سلسلہ احمدیہ و تمہاری شایع

انکی میں مجھکو بھیجا ہیں یا نیر کچھ لکھونگا دیکھو آپ اسپر کیا لکھتے ہیں نابینا نے ہمکو تقبل تخصل مذ جو کو ہم ساکی جانب سے ایک ہے معدعا مگر مجھے بعض یہ لفظ آپ کی تصنیف کے متعلق ظاہر کیے کہ مجھے اعد یقین ہے کہ وہ اشتہارات پہنچ چکی ہونگی۔ مگر اب تک مولوی صاحب